السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قرآن وسنت کی روشنی میں عورت کی نماز کے بارے میں بتائیں کیونکہ عموماً کہا جاتا ہے کہ عورت کی نماز مرد کی نماز سے مختلف ہے۔ مثلاً عورت کو مرد کی طرح سجدہ نہیں کرنا چاہیئے وغیرہ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز کی کیفیت وہیئت بیان فرمائی ہے اس کیا دائیگی میں مرد و عورت برابر ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ '' تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو''۔

(بخاری مع فتح الباری ۲/۱۱۱، مسند احمد ۵/۵۲، ارواء الغلیل حدیث نمبر ۲۱۳)

یاد رکھیں کہ تکبیر تحریمہ سے سلام تک مردوں اور عورتوں کی نماز ہیئت ایک جیسی ہے سب کیلیئے تکبیر تحریمہ قیام، ہاتھوں کا باندھنا، دعاء استفتاح پڑھنا، سورہ فاتحہ، آمین، اس کے بعد کوئی اور سورت، پھر رفیع الیدین رکوع، قیام ثانی، رفع یدین، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدہ اولیٰ، تشہد، تحریک اصابع، قعدہ اخیرہ، تورک، درود پاک اور اس کے بعد دعا، سلام اور ہر مقام پڑھی جانے والی مخصوص دعائیں سب ایک جیسی ہی ہیں عام طور پر حنفی علماء کی کتابوں میں جو مردوں اور عورتوں کی نماز کا فرق بیان کیا جاتا ہے کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور عورتیں صرف کندھوں تک، مرد حال قیام میں زیر ناف ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینہ پر، حالت سجدہ میں مرد اپنی رانیں پیٹ سے دور رکھیں اور عورتیں اپنی رانیں پیٹ سے چپکا لیں یہ کسی بھی صحیح وصریح حدیث میں مذکور نہیں۔ چنانچہ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واعلم أن ہذہ السنة تشترک فیہا الرجال والنساء ولم یرد ما یدل علی الفرق بینہما فیہا وکذا لم یرد ما یدل علی الفرق بین الرجل والمرأة فی مقدار الرفع روی عن الحنفیة أن الرجل یرفع إلی الأذنین والمرأة إلی المنکبین لأنہ أستر لہا ولا دلیل علی ذالک کما عرفت,))

۱) '' اور جان لیجئے کہ یہ رفع یدین ایسی سنت ہے جس میں مرد اور عورتیں دونوں شریک ہیں اور ایسی کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی جو ان دونوں کے درمیان اس کے بارے میں فرق پر دلالت کرتی ہو۔ اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث وارد ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہاتھ اٹھانے کی مقدار پر دلالت کرتی ہو اور احناف سے مروی ہے کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت کندھوں تک کیونکہ یہ اس لئے زیادہ ساتر ہے لیکن اس کیلئے ان کے پاس کوئی دلیل شرعی موجود نہیں''۔

(نیل الاوطار ۲/۱۹۸)

شارح بخاری امام حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمة اللہ فرماتے ہیں:

"لم یرد ما یدل علی التفرقة فی الرفع بین الرجل والمرأة"

'' مرد اور عورت کے درمیان تکبیر کیلیئے ہاتھ اٹھانے کے فرق کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں''۔ (فتح الباری ۲/۲۲۲، عون المعبود ۱/۲۶۳)

۲) مردوں اور عورتوں کے حال قیام میں یکساں طور پر حکم ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو سینے پر باندھیں خاص طور پر عورتوں کیلیئے علیحدہ حکم دینا کہ وہ ہی صرف سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد ناف کے نیچے باندھیں اس لئے حنفیوں کے پاس کوئی صریح و صحیح حدیث موجود نہیں۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوری ترمزی کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"فاعلم أن مذہب الإمام أبی حنفیة أن الرجل یضع الیدین فی الصلوة تحت السرة والمرأة تضعہما علی الصدر ولم یرو عنہ ولا عن أصحابہ شیء خلاف ذلک۔"

'' پس جان لو کہ امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ مرد نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے اور عورت سینہ پر امام بو حنیفہ اور آپ کے اصحاب سے اس کے خلاف کوئی اور قول مروی نہیں ہے''۔ (تحفہ الاحوذی ۱/۲۱۳)

محدث عصر علامہ البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"وضعہما علی الصدر الذی ثبت فی السنہ وخلافہ إما ضعیف أو لا أصل لہ"

'' اور سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت سے ثابت ہے اور اس کے خلاف جو عمل ہے وہ یا تو ضعیف ہے یا پھر بے اصل ہے''۔ (صفة صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم/۸۸)

۳) حالت سجدہ میں مردوں کا پانی رانوں کو پیٹ سے دور رکھنا اور عورتوں کا سمٹ کر سجدہ کرنا یہ حنفی علماء کے نزدیک ایک مرسل حدیث کی بنیاد پر ہے جس میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس گزرے جو نماز پڑے رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو کیونکہ عورتوں کا حکم اس بارے میں مردوں جیسا نہیں۔ علامہ البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"مرسل لا حجة فیہ رواہ أبو داود فی "المراسیل" (عن یزید بن ابی حبیب, صفة صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم/89)

'' روایت مرسل ہے جو قابل حجت نہیں امام ابو داوٗد نے اسے مراسیل میں یزید بن ابی حبیبت سے روایت کیا ہے مگر یہ روایت منقطع ہے اور اس کی سند میں موجود ایک راوی سالم محدثین کے نزدیک متورک بھی علامہ ابن الترکمانی حنفی نے الجوھر النقی علی السنن الکبری للبیھقی ۲/۲۲۳ پر تفصیل سے اس روایت کے بارے میں لکھا ہے''۔

۴) اس بارے میں حنفی علماء ایک اور روایت پیش کرتے ہیں ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے اس طرح کہ اس کیلیئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو ۔ یہ روایت السنن الکبری للبیھقی ۲/ ۲۲۲ ۔ ۲۲۳ میں موجود ہے لیکن اس روایت کے متعلق خود امام بیہقی نے صراحت کر دی ہے کہ اس جیسی ضعیف روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اثر یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ :

"أنہ کان یأمر نساءہ یتربعن فی الصلاۃ" (مسائل احمد لابنہ عبداللہ /71)

"وہ اپنی عورتوں کو حکم دیتے کہ وہ نماز میں چار زانوں بیٹھے"۔

مگر اس کی سند میں عبداللہ بن عمر العمری ضعیف راوی ہے ۔ (تقریب ۱۸۲)

پس معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں عورتوں کے سجدہ کرنے کا مروج طریقہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں مگر اس طریقہ کے خلاف رسول اللہ کے متعدد ارشاد مروی ہیں چند ایک یہاں نقل کیے جاتے ہیں ۔

((لایبسط أحدکم ذراعیہ إنبساط الکلب))

''تم سے کوئی بھی حالت سجدہ میں اپنے دونوں بازے کتے کی طرح نہ بچھائے''

((إعتدلوا فی السجود ولا یفترش أحدکم ذراعیہ افتراش الکلب))

''سجدہ اطمینان سے کرو اور تم میں سے کوئی بھی حالت سجدہ میں اپنے باز کتے کی طرح نہ بچھائے''۔
غرض نماز کے اندر ایسے کاموں سے روکا گیا ہے جو جانوروں کی طرح ہوں ۔ امام ابن قیمہ فرماتے ہیں :
''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں حیوانات سے مشابہت کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ چنانچہ اس طرح بیٹھنا جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے یا لومڑ کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنا یا جنگلی جانوروں کی طرف افتراش یا کتے کی طرح اقعاء کوے کی طرح ٹھونگیں مارنا یا سلام کے وقت شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھانا یہ سب افعال منع ہیں''۔ (زادالمعاد 1/116)
پس ثابت ہوا کہ سجدہ کا اصل مسنون طریقہ وہی ہے جو رسول اللہ کا اپنا تھا اور کتب احادیث میں یوں مروی ہے :

((إذا سجد وضع یدیہ غیر مفترش ولا قابضھما))

''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھاتے اور نہ ہی اپنے پہلوؤں سے ملاتے تھے''۔
بخاری مع فتح الباری ۲/ ۳۰۱، سنن ابوداؤد مع عون ۳۳۹/ ۱، السنن الکبری للبیھقی ۲/۱۱۶، شرح السنہ للبغوی (۵۵۷)
قرآن مجید میں جس مقام پر نماز کا حکم وارد ہوا ہے اس میں سے کسی ایک مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے طریقہ نماز میں فرق بیان نہیں فرمایا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کسی صحیح حدیث سے ہیئت نماز کا مفرق مروی نہیں ۔ تیسری بات یہ ہے کہ نبی کریم کے عہد رسالت سے جملہ اُمہات المومنین، صحابیات اور احادیث نبویہ پر عمل کرنے والی خواتین کا طریقہ نماز وہی رہا ہے جو رسول اللہ کا ہوتا تھا ۔
چنانچہ امام بخاری ل نے بسند صحیح اُم درداء رضی اللہ عنہا کے متعلق نقل کیا ہے :

((إنھا کانت تجلس فی صلاتھا جلسۃ الرجل وکانت فقیھۃ))

''وہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہ تھیں''۔ (تاریخ صغیر للبخاری ۹۰)
چوتھی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم عام ہے :

((صلوا کما رأیتمونی أصلی)) (بخاری)

''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔''
اس حکم کے عموم میں عورتیں بھی شامل ہیں ۔
پانچویں بات یہ ہے کہ سلف صالحین یعنی خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین محدثین اور صلحائے اُمت میں سے کوئی بھی ایسا مرد نہیں جو دلیل کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عوتوں کی نماز میں فرق کیا ہو بلکہ امام ابو حنیفہؒ کے استاذ کے استاذ امام ابرہیم نخعی سے بسند صحیح مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں :

((تفعل المرأۃ فی الصلاۃ کما یفعل الرجل))

''نماز میں عورت بھی بالکل ویسے ہی کرے جیسے مرد کرتا ہے''۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۷۵/۱)
جن علماء نے عورتوں کا نماز میں تکبیر کیلیئے کندھوں تک ہاتھ اٹھانا قیام میں ہاتھ سینہ پر باندھنا اور سجدہ میں زمین کے چاتھ چپک جانا موجب ستر بتایا ہے ۔ وہ دراصل قیاس فاسد کی بناء پر ہے کیونکہ جب اس کے متعلق قرآن وسنت خاموش ہیں تو کسی عالم کو یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ وہ اپنی من مانی کر از خود دین میں اضافہ کرے ۔ البتہ نماز کی کیفیت وہیئت کے علاوہ چند مرد و عورت کی نماز مختلف ہیں ۔
(۱) عورتوں کیلیئے اوڑھنی اوپر لے کر نماز پڑھنا حتی کہ اپنی ایڑیوں کو بھی ڈھکنا ضروری ہے ۔ اس کے بغیر بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی ۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((لایقبل اللہ صلاۃ حائض إلا بخمار))

''اللہ تعالیٰ کسی بھی بالغہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کرتا''۔ (ابن ماجہ (۶۵۵)۲۱۵/۱، ابوداوٗد (۶۴۱)، مسند احمد ۲۵۹،۲۱۸، ۱۵۰/۶)
لیکن مردوں کیلیئے کپڑا ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہئے کیونکہ بکاری شریف میں آتا ہے ہے کہ :

((ما أسفل من الإزار من الکعبین فی النار))

''کپڑے کا ٹخنے سے نیچے ہونا باعث آگ ہے''۔
۲۲) عورت جب عورتوں کی امامت کرائے تو اس کے ساتھ پہلی صف کے وسط میں کھڑی ہوجائے مردوں کی طرح آگے بڑھ کر کھڑی نہ ہو۔ امام ابو بکر ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور اور امام حاکم نے سیدنا عطاء سے بیان کیا ہے کہ :

((عن عائشۃ أنہا کانت توم النساء فتقوم معہن فی الصف))

''سیدہ عائشہ عورتوں کی امامت کراتی تھیں اور ان کے ساتھ صف میں کھڑی ہوتی تھیں''۔
اور اُم سلمہ کی روایت میں آتا ہے کہ :

((أنہا أمت النساء فقامت وسطہن.))

''انہوں نے عورتوں کی امامت کرائی اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوئیں''۔
(مزید تفصیل کیلیئے عون المعبود ۲۱۲/۲ ملاحظہ فرمائیں)

۳) امام جب نماز میں بھول جائے تو اسے متنبہ کرنے کیلیئے مرد سبحان اللہ کہے اور عورت تالی بجائے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے :

((ألتسبیح للرجال والتصفیق للنساء))

''مردوں کیلیئے سبحان اللہ اور عورتوں کیلیئے تالی ہے''
(بخاری ۶۰/۲، مسلم ۲۷/۲، ابوداوٗد (۹۳۹)، ابن ماجہ ۲۲۹/۱، نسائی ۱۱/۳، مسند احمد ۳۴۸/۳، ۳۱۷، ۲۶۱/۲)
٤۴) مرد کو نماز کسی صورت میں بھی معاف نہیں لیکن عورت کو حالتِ حیض میں فوت شدہ نماز کی قضا نہیں ہوتی۔ جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداوٗد، ترمذی، دارمی اور مسند احمد میں موجود ہے۔
۵۵) اسی طرح عورتوں کی سب سے آخری صف ان کی پہلی صف سے بہتر ہوئی ہے۔ مسلم کتاب الصلوٰۃ، ابوداوٗد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد ۱۶/۳، ۲۴۷، ۴۸۵/۲ میں حدیث موجود ہے۔
یہ مسائل اپنی جگہ پر درست اور قطعی ہیں مگر ان میں تمام تصریفات منصوصہ کو مروجہ تصریفات غیر منصوصہ کیلیئے ہرگز دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ یہ تفریقات علماء احناف کی خود ساختہ ہیں جن کا قرآن و سنت سے کوئی تعلق نہیں۔
ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

ج1

محدث فتویٰ